!!مثالی بہو۔ :

(ایسی سچی کہانی جو آپ کی زندگی بدل سکتی ہے)

میں نے مدرسے سے تین سالہ فہم دین کا کورس کیا ہی تھا کہ اماں جان کو میرے نکاح کی فکر لگ گئی لیکن الحمدللہ یہ فکر زیادہ طویل نہ ہونے پائی اور ایک بہت ہی نیک اور شریف خاندان سے میرا رشتہ آگیا۔ گھرانہ بہت بااخلاق اور شریف تو تھا لیکن دین کی زیادہ سمجھ نہ تھی۔ بس میری ہونے والی ایک نند ثانیہ جو میری ہم عمر بھی تھی، اس نے میرے ساتھ ہی عالمہ کا کورس کیا تھا، وہی دین پر پوری طرح عمل کرنے والی تھی، باقی گھرانہ بس دین و دنیا کے درمیان ہی تھا۔ گھرانے کی خواتین باہر نکلتے ہوئے برقع یا چادر تو لے لیتے مگر شرعی پردہ نہیں تھا.... بہرحال میری اماں جان نے میری ہونے والی ساس صاحبہ سے شرعی پردے کی بات کی تو انہوں نے اجازت تو دے دی

:لیکن کہنے لگیں

یہ نہ ہو کہ میری بیٹیاں داماد آئیں تو فاطمہ کمرے میں بند ہو کر بیٹھ ''

''جائے، میری بیٹی ثانیہ بھی پردہ کرتی ہے، لیکن برقع میں ہی سسرال کے سارے کام کرتی ہے۔

نہیں نہیں!.... فاطمہ حجاب میں رہتے ہوئے گھر کے سارے ہی کام کرے گی ان شاءاللہ.... ابھی بھی اس کے کزنز آتے ہیں تو''
''برقع پہن کر میرے ساتھ کچن میں لگی ہی رہتی ہے۔

اماں جان نے تسلی دی تو میری ساس صاحبہ کو کچھ تسلی ہوئی اور انہوں نے ہاں کردی.... بات پکی ہوئی اور چند ہی دنوں میں، میں اپنے پیارے والدین کے پیارے گھر سے ڈھیر ساری دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام لے کر اپنے سرتاج محمد سرور حسین کے گھر میں داخل ہوئی۔ پہلے ہی دن مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ میرے شوہر کی جان اپنے گھر والوں میں ہے۔ میں ان کا دل اسی وقت جیت سکوں گی کہ جب میں ان کے ساتھ ساتھ ان

کے گھر والوں کا بھی بھرپور خیال رکھوں گی،اور یہ بات ڈھکے چھپے الفاظ میں خود انہوں نے مجھ سے کہہ بھی دی تھی.... شروع ہی میں ایک اور چیز جس کا مجھے ملال تھا، وہ یہ تھی کہ میرے شوہر مجھے بالکل وقت نہیں دیتے تھے، بس آفس سے آکر ایک نظر مسکرا کر ڈال لیتے تھے لیکن اور کوئی بات چیت نہیں.... ایسا نہیں تھا کہ انہیں بولنے کی عادت نہیں تھی، بس مجھ سے نہیں بولتے تھے.... اپنے گھر والوں سے تو خوب باتیں کرتے۔ یہ بات مجھے دکھ دیتی تو میں فوراً ہی دل میں ''اناللہ'' پڑھ لیا کرتی کہ یہی تو سکھایا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کانٹا بھی چبھ جائے تو ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھ لیں۔

میرا سسرال دس افراد پر مشتمل ہے۔ میرے خاوند کی چار بہنیں ہیں اور تین بھائی ہیں اور اماں ابا.... تین بہنیں شادی شدہ ہیں، سب سے بڑی بہن گوہر، انہیں سب آپا کہتے ہیں، پھر آمنہ باجی اور ایک بہن ثانیہ جو میرے سرتاج سے چھوٹی ہے، اس کی شادی تو میری شادی سے بس چندماہ پہلے ہی ہوئی تھی۔ ایک بڑے بھائی شادی شدہ ہیں، اکرم بھائی ان کی زوجہ عائشہ بھابھی اور تین بچے الگ رہتے ہیں۔ گھر میں ہم سات افراد رہتے ہیں، امی ابا، میری ایک نند ماریہ، دو دیور، شاہد اور حامد، میں اور میرے خاوند۔ اب میری نئی زندگی یعنی شادی کے بعد کی زندگی شروع ہوئی تو وہ کچھ یوں تھی کہ شروع شروع میں تو اچھی گزرتی رہی۔ میرے شوہر اچھے ہیں، میرا خیال کرتے ہیں لیکن وہی بات تھی کہ اپنے گھر والوں میں حد سے زیادہ ملے ہوئے تھے۔ ایک حد تک ہوتا تو مجھے برا نہ لگتا، لیکن یہ تو ہر وقت بس اپنے گھر والوں کے پاس ہی وقت گزارتے، لیکن پھر بھی میں ان سے بہت محبت کرتی تھی، بہت زیادہ.... شروع شروع میں میری نندیں بھی آتیں تو وہ بھی اچھی طرح سے ملتیں، عائشہ بھابھی بھی آتیں تو وہ بھی محبت سے ملتیں۔ ماریہ تو بالکل دوستوں کی طرح رہتی، ان کے بھائی بہن بہت آتے تھے لیکن مجھے اچھا لگتا تھا، بہت رونق ہو جاتی تھی گھر میں، دن یونہی ہنسی خوشی گزر ... Read more

لیکن آہستہ آہستہ گھر کے بیشتر بلکہ سارے کاموں کی ذمہ داری میری ہوگئی، جبکہ اب میری طبیعت بھی کچھ ناساز رہنے لگی تھی.... جب گھر کے کاموں کا بوجھ

:اور مہمانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بڑھنے لگا تو کہانی کچھ یوں ہوئی

''!فاطمہ.... فاطمہ''

''!جی امی''

بیٹا، آج گوہر آ رہی ہے، پالک گوشت بنالو.... میری بچی بڑے شوق سے کھاتی ہے اور روٹیاں بھی پکالینا، سلاد ماریہ بنالے گی، ٹھیک ''ہے؟''

''!....جی امی''

زبان سے تو یہ کہہ دیا لیکن دل کچھ اور کہہ رہا تھا: (اُف! ابھی تو چار دن

(!!پہلے دو دن رہ کر گئی ہیں یہ آپا.... پھر آ رہی ہیں

لیکن ضمیر کو یہ بات زیادہ پسند نہیں آئی اور اندر سے آواز آئی: (بہت بری بات ہے فاطمہ! کیسی باتیں سوچتی ہو، ان کی امی کا گھر ہے جتنا (چاہے آئیں

میں نے ضمیر کی بات کی تائید کرتے ہوئے لاحول پڑھا اور دل کی بات کو جھٹک کر کاموں میں لگ گئی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں آپا اپنے دو عدد بیٹوں کے ہمراہ رونق افروز ہوئیں.... ہیں تو دو ہی لیکن بلا کے شریر، پورا گھر سر پر اٹھا لیتے ہیں، ہر ہر کمرہ جنگ و جدل کا سماں پیش کر رہا ہوتا ہے، پورا دن گھر سمیٹنے میں ہی گزر جاتا ہے، بہر حال دو دن گزار کر آپا اپنے گھر چلی گئیں، ابھی سکون کا سانس لیا ہی تھا کہ :اگلے ہی دن ساسوماں کی آواز آئی

''فاطمہ بیٹا! تانیہ آ رہی ہے، ایسا کرتے ہیں بریانی بنا لیتے ہیں۔''

''!اچھا امی''

یہ کہہ کر میں نے باورچی خانے کی راہ لی اور کام کاج شروع کیے۔ آج میری طبیعت بھی کچھ زیادہ ہی ناساز تھی، اس لیے بڑی مشکل سے کھانا وغیرہ بنایا اور باقی کام سمیٹنے لگی۔ ماریہ بہت کم ہاتھ بٹاتی، بس کبھی ڈسٹنگ کر لی، کبھی سلاد رائتہ بنا لیا۔ وہ بھی اس کے موڈ پر منحصر تھا۔ میری ساس ویسے اچھی تھیں لیکن کام وام بالکل نہیں کرتی تھیں، بہر حال تھوڑی ہی دیر میں تانیہ آ گئی اور میں اسے خوش آمدید کہنے چلی گئی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ !'' میں نے گرم جوشی سے سلام کیا تو اس نے بھی اسی طرز کا جواب دیا لیکن میں جانتی تھی کہ میری یہ گرم '' جوشی مصنوعی تھی.... اس کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے بیگز دیکھ کر میں یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ یہ بھی تین چار دن کے لیے ہی آئی ہو گی اور یہ سوچ کر میرا دل بیٹھا جا رہا تھا، لیکن میرا اندازہ صحیح نہیں تھا، بعد میں میری ساسوماں نے بتایا کہ وہ تین چار نہیں بلکہ پورے چھ دن کے لیے آئی ہے، خیر جیسے تیسے یہ دن بھی گزر گئے، اس کے جانے کے بعد اگلے ہی دن میں اپنی امی کے گھر چلی گئی اور میں بھی احتجاجاً تین دن رہ کر آئی۔ مجھے اپنی نندوں کا ہر وقت کا آنا اتنا پسند نہ تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ آپا اور تانیہ کی کچھ باتیں مجھ سے برداشت نہ ہوتی تھیں۔ آپا کا تو آتے ہی غیبت پروگرام شروع ہو جاتا، جس سے مجھے سخت چڑ تھی اور تانیہ! تانیہ ایک عالمہ ہونے کے باوجود ایسے چست لباس پہنتی، اور دوپٹا بھی صحیح سے نہیں لیتی تھی کہ اسے دیکھتے ہی میں غم وغصے سے بھر جاتی۔ ہماری مدرسے کی باجی تو ہمیں ڈھیلے ڈھالے لباس کا درس دیتی تھیں اور بڑے سے دوپٹے سے اپنے جسم کے پیچ وخم کو چھپا لینے کی تلقین کرتی تھیں تو پھر اتنی بے احتیاطی کیوں؟ یہ سب باتیں مجھ سے برداشت نہیں ہوتی تھیں، میرے سسرال میں کام بہت تھے، ماسی آتی تھی، جھاڑو پونچھا کرتی تھی اور کپڑے دھوتی تھی لیکن پھر بھی مجھے کاموں کا بوجھ بہت زیادہ محسوس ہوتا تھا، شاید اس لیے کہ میکے میں اتنا کام نہیں کیا تھا۔ ناشتہ، دوپہر کا کھانا الگ اور رات کا الگ، باورچی خانے کی صفائی اور برتن بھی میرے ہی ذمے

تھے۔ اور ان دنوں طبیعت بھی میری کچھ ناساز تھی، پھر میاں صاحب کا مجھ سے باتیں نہ کرنا، میں اب کچھ چڑچڑی سی ہو گئی تھی۔ آمنہ باجی مجھے اچھی لگتی تھیں۔ ان کی دو بیٹیاں ہیں بریرہ اور مریم اور

ایک بیٹا صالح۔ وہ آٹھ دس دن میں ایک بار آتی ہیں دوپہر میں اور شام میں اپنے خاوند کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں۔ ویسے بھی وہ بہت اچھی طبیعت کی مالک ہیں، مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں۔

بہر حال اب میرے دل کی کیفیت آہستہ آہستہ بدلتی جا رہی تھی۔ کچھ کاموں کا بوجھ اور کچھ ہر وقت گھر میں ایک میلے کا سا سماں اور کچھ میرے خاوند کی تھوڑی سی بے توجہی۔ ان سب باتوں کی وجہ سے میرے ذہن میں ہر وقت کھچڑی پکتی رہتی۔ میرا مزاج بدلنے لگا۔ میں جو کہ ہر وقت مسکرایا کرتی تھی، اداس اداس رہنے لگی۔ دل میں بھی ہر وقت الٹے سیدھے خیالات آتے رہتے، جو شاید بہت زیادہ برے تو نہیں تھے لیکن مجھے لگتے تھے، کیوں کہ میری یہ عادت نہ تھی کہ الٹی سیدھی باتیں سوچوں۔ میں اپنی والدہ کی کی ہوئی تربیت

سے بالکل ہٹ کر سوچنے لگی تھی، لیکن خیالات کے اس سلسلے کو اپنے دل و دماغ سے نکالنا میرے بس سے باہر تھا کیوں کہ حالات ہر روز کے ہی یکساں تھے ۔

توبہ ہے! کتنا آتی ہیں اُن کی بہنیں.... اپنے گھروں میں اِن کا دل ہی ''

نہیں لگتا، پتا نہیں کیسے اچھے شوہر ملے ہیں جو ہر وقت چھوڑ بھی دیتے ہیں، اوپر سے ان کے بچے اف انتہائی بندر، پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا ہے، اُن سے اپنے گھر میں ٹکا کیوں نہیں جاتا؟ اور امی کو دیکھو، فاطمہ یہ کر دو، فاطمہ وہ کر دو، میں کوئی نوکرانی ہوں ان کی، اپنی بیٹی سے بولیں نا۔''

یہ تھی میری بری سوچ جو مجھے بالکل پسند نہیں آ رہی تھی اور اپنی اس سوچ کی وجہ سے میں اپنی ہی نظروں میں گرتی چلی جا رہی تھی مگر ان سے چھٹکارا پانا نجانے کیوں میرے بس سے باہر تھا۔

ایک دن میں کاموں یں مصروف تھی اور میرا دماغ سوچوں میں کہ اچانک ایک نیا خیال آیا: ''میں نے تو مدرسے میں پڑھا تھا کہ عورت پر صرف اس کے شوہر کا حق ہوتا ہے اور شوہر کے والدین، بھائی بہن کا کوئی حق نہیں ہوتا، ایک عورت صرف اپنے شوہر کے لیے اپنا گھر چھوڑتی ہے، اور اگر وہ اپنے شوہر سے الگ گھر کا مطالبہ کرے تو یہ اس کا حق ہے کہ اسے الگ گھر دیا جائے، پھر میں کیوں کولہو کے بیل کی طرح ان لوگوں کی خاطر سارا دن خوار ہوتی رہوں، میری اور میرے شوہر کی تو کوئی زندگی ہی نہیں ہے، سارا سارا دن کام کاج کے بعد شام میں جب یہ واپس آتے ہیں تو مجھ میں اتنی ہمت ہی نہیں ہوتی کہ

میں ذرا اچھی سی تیار ہی ہو جاؤں، نہ ہم کبھی اکیلے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں، نہ ہم کبھی اکیلے سکون سے کھانا کھا سکتے ہیں، ہر وقت ہی ان کے گھر والے ہمارے سر پر ہوتے ہیں، بس.... ٹھیک ہے.... بہت ہو گیا.... اب مجھے اپنے حقوق کے لیے لڑنا پڑے گا۔'' یہ فیصلہ میرے دل نے کیا تھا لیکن ضمیر کہتا رہا:

یہ باتیں تمہیں زیب نہیں دیتیں فاطمہ!.... تم ایک عالمہ ہو۔ لیکن دل نے

ضمیر کو یہ کہہ کر تھپکی دے دی کہ.... عالمہ ہوں تو کیا ایسے ہی اپنی

زندگی برباد کردوں.... یہ میرا حق ہے۔ میرا حق ہے.... پر بڑا زور تھا۔ میرے دل یں ہر وقت یہی فلم چلنے لگی۔ یہ میرا حق ہے.... کوئی بات نہیں، یہ میرا حق ہے.... اور مجھے لڑنا ہے اپنے حق کے لیے.... لیکن یہ آواز ابھی دل میں ہی تھی، زبان اس کو ادا کرنے میں میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

''آج مجھے اماں جان کے گھر جانا ہے۔''

میں نے سپاٹ لہجے میں اپنے خاوند سے کہا جو دفتر کے لیے تیار ہو رہے تھے۔

ارے بھئی!.... ہماری انتہائی فرماں بردار بیگم کا انداز تو آج کچھ بدلا''

بدلا سا ہے.... آج جو بات آپ نے بتائی ہے، وہ تو ایک سوال کی شکل میں ہوا کرتی تھی، وہ بھی ایک مسکراہٹ کے ساتھ.... سنیں.... آج چلی جاؤں اماں جان کے گھر.... آپ چھوڑ دیں گے؟'' میرے خاوند نے ہنستے ہوئے میری نقل اتاری لیکن میرا لہجہ برقرار رہا۔

''اچھا نا.... چلی جاؤں، آپ چھوڑ دیں گے؟''

.... ہاں جی! میں چھوڑ دیتا لیکن آج تو آپا اور تانیہ دونوں ہی آ رہی ہیں''

''! کل چلی جانا آج امی پر بہت لوڈ ہو جائے گا کاموں کا

سرور حسین صاحب!.... پاگل ہو چکی ہوں میں یہ مہمان نوازیاں کر کر کے.... مجھے بھی انسان سمجھیں، ویسے بھی آپ کے گھر'' والوں کا مجھ پر کوئی حق نہیں، جن کی خدمت میں میرے دن رات صحت سب ہی برباد ہوتے جا رہے ہیں، ہاں آپ پر میرے کافی حقوق ہیں جو آپ ادا نہیں کر رہے اور اگر میں خاموش ہوں تو اس کا فائدہ نہ اٹھائیں، مجھے اپنے حقوق کے لیے لڑنا آتا ہے۔'' میرے جواب پر وہ ہل کر رہ گئے۔ ان کے خواب و خیال یں بھی میرا یہ روپ، یہ لہجہ نہیں آ سکتا تھا۔ وہ کچھ دیر حیرت سے منہ کھولے مجھے تکتے رہے۔ میں خود حیران تھی کہ میرے منہ میں اتنی لمبی زبان آئی کہاں سے؟ پہلی بار یں نے ان سے بلکہ کسی سے بھی اس لہجے یں بات کی تھی۔ پھر وہ خاموشی سے

''! تیار ہونے لگے اور تیار ہو کر مجھ سے صرف ایک لفظ کہا: ''چلو

میں تو پہلے ہی چار پانچ دن کا سامان باندھے بیٹھی تھی۔ میں اٹھی، اپنا سامان اٹھایا اور گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

''آپ لینے نہ آیئے گا.... میں خود آ جاؤں گی چار پانچ دن بعد۔''

میں نے اماں جان کے گھر کے دروازے پر گاڑی سے اترتے ہوئے کہا تو میرے خاوند نے مجھے پھر حیرت سے دیکھا لیکن میں فوراً اتر گئی اور گھر کی گھنٹی بجا دی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اماں جان اور زینب نے مجھے گھیر لیا۔ بابا جان دفتر اور بلال مدرسے گیا ہوا تھا۔ سلام دعا : خیریت کے بعد زینب نے گلہ کیا

''اتنے دن بعد آئی ہیں بجو آپ، ہم آپ کو یاد نہیں آتے کیا؟''

''نہیں چندا! یاد تو آپ لوگ بہت آتے ہیں، بس کچھ مصروفیات ہی ایسی ہیں۔''

''بہت خاموش خاموش سی ہیں بجو آپ.... کیا بات ہے؟''

نہیں نہیں.... کوئی بات بھی نہیں ہے.... پتا ہے زینب میں پورے پانچ دن کے لیے آئی ہوں۔'' میں نے بات بدلتے ہوئے کہا۔''

واقعی! پھر تو بڑا مزا آئے گا!'' زینب نے خوشی سے کہا۔''

شام میں بابا جان اور بلال آئے تو وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اماں جان مجھے بڑی محبت کی نظر سے دیکھ رہی تھیں لیکن ان کی آنکھوں میں کچھ سوال بھی تھے اور میں خود ان سوالوں کا جواب دینے کو بے تاب تھی۔ اگلے دن صبح بابا جان اور بلال تو دفتر اور مدرسے چلے گئے اور زینب ناشتے کے برتن سمیٹنے باورچی خانے میں چلی گئی تو میں اماں جان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

فاطمہ!'' اماں جان نے کچھ کہنا چاہا۔''

''؟! جی اماں''

''کیا بات ہے؟ اتنا چھوٹا سا منہ ہو گیا ہے تمہارا.... اور اتنی خاموش سی کیوں ہو؟.... کیا ہوا میری شہزادی کو؟''

کچھ نہیں اماں جان!'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا، میری کچھ کہنے کی ہمت ہی نہ تھی۔''

''!فاطمہ! میں تمہاری ماں ہوں، تم اپنی اس بناوٹی مسکراہٹ سے کسی کو بھی بے وقوف بنا سکتی ہو لیکن مجھے نہیں بیٹا''

اماں جان!'' میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔''

''بولو میرے بچے! کیا بات ہے؟''

''اماں جان! کوئی ایسی بڑی بات تو نہیں.... لیکن چھوٹی چھوٹی بہت سی باتوں نے مل کر مجھے پریشان کیا ہوا ہے۔''

''مثلاً؟''

یہی کہ اتنے کام ہیں ان کے گھر میں، ہر وقت ان کی بہنیں آتی رہتی ہیں، کوئی سکون کا سانس بھی نہیں لے سکتی میں، اور یہ.... یہ تو''
بس شاید اسی لیے لے کر گئے ہیں مجھے کہ ان کے گھر کے کام ہو جائیں، بلا معاوضہ....'' میں نے بلا معاوضہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

یہی بات ہے؟ یا کوئی اور بھی بات ہے؟ مجھ سے کچھ چھپانا نہیں بیٹے، میں دعا بھی کروں گی اور کوئی اچھا مشورہ بھی دینے کی کوشش''
'' کروں گی۔

نہیں اماں جان! صرف یہ بات نہیں ہے، سرور مجھے بالکل بھی وقت نہیں دیتے، میں سارا سارا دن کام کرتے کرتے تھک جاتی ہوں''
لیکن یہ دفتر سے آنے کے بعد بس اپنی امی کے ساتھ ہی بیٹھے رہتے ہیں یا پھر بھائی بہن کے ساتھ، میرے ساتھ تو کبھی بھی نہیں بیٹھتے،
کوئی کام کی بات کرنی ہو تو بھی ان سے وقت لینا پڑتا ہے، اماں میں بہت پریشان ہوں، سب سے زیادہ غصہ تو مجھے ان کی بہنوں پر آتا ہے
جو ہر روز ہی رہنے آ جاتی ہیں....'' میں ایک منٹ کو رکی، اماں جان خاموشی سے میری باتیں سن رہی تھیں۔

''!اماں جان''

''....ہوں''

''ایک بات بولوں؟ آپ ناراض تو نہیں ہوں گی؟''

نہیں کہو!'' میں نے ڈرتے ڈرتے اپنے دل کی بات زبان پر لانی شروع کی۔''

''اماں جان!.... میں نے مدرسے میں پڑھا تھا کہ عورت پر اس کی ساس، نند، دیور کا کوئی حق نہیں ہوتا، وہ چاہے تو ان کا کوئی کام نہ کرے اور.... اور اگر عورت اپنے شوہر سے الگ گھر کا مطالبہ کرے تو شوہر پر اس کا یہ حق ہے کہ اسے الگ گھر دے، اماں جان ایک عورت چٹنی روٹی کھائے لیکن وہ اور اس کا شوہر ایک الگ گھر میں رہیں، اس گھر کی مالکن بس وہ عورت ہی ہو تو کتنی خوب صورت زندگی ہو گی، نہ بیچ میں کوئی تنگ کرنے والا ہو گا، اپنی مرضی سے ہر کام ہو گا، بس اماں جان میں نے فیصلہ کر لیا ہے، یہ میرا حق ہے اور میں اب سرور سے اپنے حق کا مطالبہ ضرور کروں گی، ضرور اور اگر انہوں نے انکار

''کیا تو.... تو میں اپنے حق کے لیے لڑوں گی چاہے جو بھی ہو۔

اماں جان مجھے حیرت اور افسوس سے تک رہی تھیں۔ شاید وہ سوچ رہی تھیں کہ ان کی بیٹی کی ایسی سوچ بھی ہو سکتی ہے۔ اپنی سوچ پر تو میں خود بھی حیران تھی اور مجھے واقعی اپنا آپ یہ سب خود غرض باتیں سوچتے ہوئے برا لگ رہا تھا لیکن یہ سب بہت ضروری بھی تھا ....ایک خوب صورت پر سکون زندگی کے لیے

''تم اپنے اس فیصلے سے مطمئن ہو فاطمہ؟''

اماں جان نے دکھ بھرے لہجے میں مجھ سے پوچھا تو مجھے اپنی سوچ پر بڑا ہی غصہ آیا۔ ضمیر بھی جاگ گیا اور کچھ کہنا چاہا لیکن میں.... میں اپنے موقف پر ڈٹی رہی۔

''ہاں اماں جان! مجھے اندازہ ہے کہ اس وقت آپ کو میری سوچ پر دکھ ہو رہا ہو گا، آپ سوچ رہی ہوں گی کہ میں نے تو اپنی بیٹی کی تربیت اس طرز پر نہیں کی تھی، سچی بات یہ ہے کہ میں خود اپنی اس سوچ پر حیران ہوں، مجھے اندازہ ہے کہ میری یہ سوچ اتنی اچھی نہیں لیکن.... لیکن اماں اس وقت میری زندگی بہت کٹھن ہے اور یہ سب.... یہ سب میرا حق بھی ہے اور مجھے یہ حق میرے اللہ نے دیا ہے۔''

''یہ تمہارا حق ہے، تم نے بتایا کہ یہ تم نے مدرسے میں پڑھا تھا، ہے نا؟''

"!جی اماں جان"

توبیٹا! مدرسے میں تو اور بھی بہت کچھ پڑھا تھا، یہ بھی تو پڑھا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت ہے اس شخص کے لیے جو" فتنے کے ڈر سے اپنا حق چھوڑ دے کہ جنت کے بیچوں بیچ محل دلوائیں گے۔" اماں جان کی یہ بات کرنٹ کی طرح میرے اندر تک سرایت کر گئی۔

اور تمہارے ذہن میں یہ بات جو بیٹھ گئی ہے کہ تمہارے سسرال والوں کا تم پر کوئی حق نہیں اور ان کے کام کاج میں تمہارے دن" "رات ضائع ہو رہے ہیں تو تم نے یہ بھی تو پڑھا ہو گا کہ اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اماں جان کی اس بات نے مجھے پھر جھنجھوڑ دیا۔

اگر حق نہیں ہے ان کا ہم پر تو ان کو ایک گلاس پانی پلانا بھی تو نیکی"

ہے، احسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ نیکی اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں.... لیکن گھمنڈ نہ ہو کہ میں نے ان کے لیے یہ کیا، وہ کیا، میرے تو ان پر بڑے احسانات ہیں، کیوں کہ میرے بچے احسان کرنا جتنی بڑی نیکی ہے، احسان جتلانا اتنا ہی بڑا گناہ ہے، یہ کبھی نہ سوچنا.... تمہارا تو دن رات شوہر کے گھر والوں کی خدمت میں گزر رہا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی کتنی پسندیدہ بندی ہو گی اور تیسری بات...." اماں جان نے کچھ توقف سے کہا۔"سرور تمہارے اس عمل سے بہت خوش ہوں گے کہ تم ان کے گھر والوں کا اتنا خیال رکھتی ہو، اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہو گا کہ ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے جی رہے ہیں اور اللہ کی رضا خاوند کی رضا میں ہے پھر ہمیں تو ہمارا مقصد مل گیا نا!" میں گنگ ان کی باتیں سن رہی تھی۔

میری بچی! مجھے پتا ہے، یہ سب بہت مشکل ہے لیکن اس سے دنیا کا سب سے عظیم کام ہو رہا ہے، اللہ راضی ہو رہا ہے، نفس راحت" مانگتا ہے، آرام و سکون مانگتا ہے، زندگی میں خوشیاں مانگتا ہے، لیکن نفس کو خوش کرنے کے لیے بڑی محنت کرنی پڑے گی جس میں فتنہ و فساد بھی ہو گا، پھر بھی اس نفس نے خوش نہیں ہونا، وہ اور مانگے گا اور انسان کی پوری زندگی اس ' اور' کے حصول میں صرف ہو کر رہ جائے گی، اس وقت بھی تم بہت محنت کر رہی ہو، لیکن یہ سب بے سود

نہیں، تمہارا دن رات، صحت، بے کار میں ضایع نہیں ہو رہے بلکہ اللہ کی راہ میں لگ رہے ہیں، جب تم یہ سب کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرو گی تو پھر یہ سب اتنا مشکل بھی نہیں لگے گا اور یہ بھی تو تم ہی نے مجھے بتایا تھا ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کچھ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے اللہ کے رسول! جہاد کرنے سے مرد تو فضیلت لوٹ لے گئے، ہم عورتوں کے لیے بھی کوئی عمل ہے جس سے جہاد کی فضیلت ہم پا سکیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں گھریلو کام کاج میں تمہارا لگنا یہ جہاد کی فضیلت کے برابر ہے.... تو میری بچی ہماری زندگیاں تو اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، بہتر یہی ہے کہ انہیں آرام وسکون کے لیے نہیں بلکہ اللہ پاک کو راضی کرنے میں گزار دیا جائے، اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں چندا! اور اپنے حقوق کے لیے بھی سب ہی لڑتے ہیں لیکن بلند مرتبہ انسان وہی ہے جو اللہ کے لیے جیے، حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے میں لگا رہے اور اپنے حقوق پس پشت ڈال دے، مشکل تو ہوتا ہے لیکن پھر ایسا اجر ملے گا اللہ کے یہاں کہ آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ان شاءاللہ۔ رہی یہ بات کہ تم تھک جاتی ہو تو اس کا علاج بھی تو بتایا ہے نا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر رات سونے سے پہلے پڑھ لیں، جتنا ایمان سے پڑھیں گے، اتنی ہی تھکن دور ہوتی چلی جائے گی اور اگر الٹے سیدھے خیالات ستائیں کہ ''یہ میرا حق ہے'' اور میں ان کے کام کیوں کروں اور سرور نے ایسا کر دیا ویسا کر دیا تو لاحول پڑھ لیا کرو بیٹا! کہ یہ عرش کے خزانوں میں سے خزانہ ہے اور یہ اس کو ملتا ہے جسے اللہ چاہے، ہر کوئی یہ نہیں پڑھ سکتا۔'' اماں ایک ہی سانس میں بولتی جا رہی تھیں۔ وہ ایک لمحے کے لیے رکیں، میری طرف دیکھا اور پھر گویا ہوئیں:

''اور بیٹا! سرور ایک اچھا انسان ہے، تم جب کبھی انہیں اچھے موڈ میں دیکھو تو ہلکے پھلکے انداز میں کہہ دیا کرو کہ آپ میرے ساتھ باتیں کیا کریں نا، مجھے بھی وقت دیا کریں، لیکن انداز میٹھا ہو، کڑوا نہیں، کیوں نہیں مانیں گے، ضرور مانیں گے ان شاءاللہ اور ہر عورت کو چاہیے کہ جو بھی بات اسے شوہر کی پسند نہ ہو تو اچھا موڈ دیکھ کر اچھے سے انداز میں شکوہ کر لے، کوئی بھی اچھا انسان ہو گا تو ضرور اپنی عادت بدل لے گا۔ یہ رشتہ زندگی بھر کا رشتہ ہے میرے بچے، اپنے دل میں ہی بات نہیں رکھنی چاہیے، بغض پیدا ہو جائے گا، جو بھی کھٹک ہو مل بیٹھ کر اسے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اگر اندازہ ہو کہ میرے کہنے سے شوہر غصہ ہوں گے تو پھر دعا کا سہارا لو بلکہ زندگی کے ہر ہر قدم پر بس اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیے، اللہ ہی کو اپنا ساتھی بنا لو، پھر دیکھنا، تمہارا مستقبل کتنا خوب صورت اور پرسکون ہو جائے گا ان شاءاللہ.... کچھ بات سمجھ میں آئی؟''

میں جو آنکھوں میں آنسو لیے ان کی باتیں سن رہی تھی، بے اختیار رو پڑی۔ مجھے لگا جیسے کسی نے میرے دل کو رگڑ رگڑ کر صاف کر دیا ہے، میں اماں کی بات پر ان سے لپٹ گئی۔

جی اماں جان! دعا کیجیے گا میں ان سب باتوں پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔'' میں نے روتے ہوئے کہا تو وہ بھی رو پڑیں۔''

میرے بچے! میری تو تم تینوں کے لیے ہر پل یہی دعا ہے تمہارے بچپن سے کہ اللہ تعالیٰ تم تینوں کو دین و دنیا میں بہترین مقام عطا'' فرمائیں اور اپنے بے پناہ قرب سے نوازیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے ہی اپنی راہ پر چلنا آسان بنا دیں اور ہمارا ہر ہر لمحہ اللہ کو راضی کرنے ''میں گزرے۔

آمین۔'' میں نے کہا تو اماں جان نے اپنے پیارے ہاتھوں سے میرے آنسو صاف کیے۔ میرے دل کا سارا غبار بہہ چکا تھا الحمدللہ اور '' اب مجھے سرور کے ساتھ اپنائے گئے رویے پر شدید افسوس ہو رہا تھا۔

''اماں جان! میں آج ہی گھر چلی جاتی ہوں۔''

''! مگر تم تو پانچ دن کے لیے آئی تھیں بیٹا''

''اماں جان! میں سرور سے ناراض ہو کر آئی تھی۔''

''اچھا ابھی تو استغفار پڑھ لو اور آئندہ ایسی گندی حرکت نہیں ہونی چاہیے۔''

فاطمہ! میں تمہیں بہت بلند مقام پر دیکھنا چاہتی ہوں اور بلند مقام تک پہنچنے کے لیے بہت محنت اور دعا کی ضرورت ہے، سو اپنے رب'' سے ہر وقت دعا مانگتی رہو استقامت کی اور بہتر سے بہتر زندگی کی، جو صرف اللہ کی رضا میں صرف ہو اور محنت کرتی رہو۔ ان شاءاللہ بروز حشر بلند مقام پاؤ گی اور وہاں تمہاری سب آرزوئیں اللہ پوری فرمائیں گے ان شاءاللہ۔

''! ان شاءاللہ''

''ابا جان شام میں آجائیں تو ہم تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتے ہیں تمہاری جنت، ٹھیک ہے نہ بیٹا؟''

جی اماں جان.... ٹھیک ہے۔‘‘میں ایک بار پھر ان سے لپٹ گئی۔’’

اوراب....اب میری زندگی اماں جان کی دعاؤں سے بہت حسین ہو گئی ہے، یہ بھی مجھے بہت وقت دیتے ہیں اور میرا بہت خیال رکھتے ہیں اور میں بھی دل سے ان کے گھر والوں کا خیال رکھتی ہوں کیوں کہ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن.

5:01 PM